قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 25 جنوری 2021ء | 11 جمادی الثانی 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:21


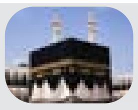

## ارشاد باری تعالیٰ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ

(المومنون: 2-3)

یقینا مومن کامیاب ہو گئے۔ وہ لوگ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

## فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس نیکیوں کے اثر کو قبول کرنے کے لئے باجماعت نماز بھی فائدہ دیتی ہے۔ پس نماز باجماعت سے جہاں ایک وحدت کا اظہار ہے جو اللہ تعالیٰ اُمّت میں پیدا کرنا چاہتا ہے وہاں ایک دوسرے کی نیکیوں کا بھی اثر ہوتا ہے۔ جب ایک ہی صف میں زیادہ نیکیاں بجالانے والے اور روحانی لحاظ سے بڑھے ہوئے اور اسی طرح کمزور لوگ جو ہیں وہ بھی کھڑے ہوں گے تو کمزوروں پر نیکیوں کا اثر پڑے گا اور ان میں بھی نیکیوں میں بڑھنے اور ترقی کرنے اور روحانیت کے بڑھانے کی قوت بڑھے گی اور جب یہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور جب روحانیت بڑھتی ہے تو پھر شیطانی طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا جنہوں نے ہمیں عبادتوں اور نمازوں کا صحیح اِدراک پیدا کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی۔ پس اگر ہم ایک طرف تو یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے اپنی روحانی حالت کی بہتری اور وحدت کے قیام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان لیا ہے اور دوسری طرف ہمارے عملوں اور خاص طور پر بنیادی اسلامی حکم کے بجالانے میں کمزوری ہو۔ جو بنیادی فرض ہے اس میں کمزوری ہو۔ اس چیز میں کمزوری ہو جو ہماری پیدائش کا مقصد ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو کم از کم معیار مقرر فرمایا ہے اس چیز میں کمزوری ہو تو ہم کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم نے اپنی روحانی حالت کی ترقی اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ پانچ نمازوں کی فرضیت بیان ہوئی ہے، اہمیت بیان ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی بڑے واضح ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں۔ یہ نمازیں تو ہر احمدی کے لئے ضروری ہیں ہی لیکن ساتھ ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز کی اہمیت بیان فرمائی ہے ہر عاقل (عقل رکھنے والے) بالغ مرد پر باجماعت نماز فرض ہے۔ لیکن اس کی طرف ہم دیکھتے ہیں کہ پوری توجہ نہیں بقیہ صفحہ 10 پر

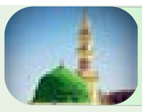

## فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

### قیامت کے دن پہلا سوال کیا ہوگا؟

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہوگیا اور اس نے نجات پالی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہوگیا اور گھاٹے میں رہا۔ اگر اس کے فرضوں میں کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دیکھو! میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں۔ اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے ذریعہ پوری کر دی جائے گی۔ اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہوگا اور ان کا جائزہ لیا جائے گا۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ان اوّل مَا یحاسب بہ العبد)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

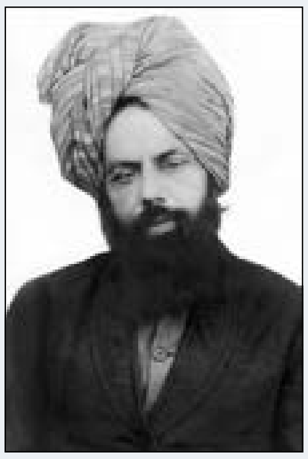

### عبودیت اور ربوبیت کے رشتہ کی حقیقت

’’جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقاء کے لیے حظّ ہے۔ اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کے جوڑے میں ایک ابدی بقاء کے لیے حظّ موجود ہے۔ صوفی کہتے ہیں جس کو یہ حظّ نصیب ہو جاوے وہ دنیا و مافیہا کے تمام حظوظ سے بڑھ کر ترجیح رکھتا ہے۔ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اُس کو معلوم ہو جاوے تو اُس میں ہی فنا ہو جاوے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے۔ جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اور اُن کی نمازیں صرف ٹکریں ہیں اور اوپرے دِل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست کے طور پر ہوتی ہیں۔ مجھے اَور بھی افسوس ہوتا ہے۔ جب مَیں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اس لیے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابلِ عزت سمجھے جاویں۔ اور پھر اس نماز سے یہ بات اُن کو حاصل ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ نمازی اور پرہیز گار کہلاتے ہیں۔ پھر اُن کو کیوں یہ کھا جانے والا غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بیدل کی نماز سے ان کو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے ان کو عزت نہ ملے گی اور کیسی عزت ملے گی۔

### نماز نہ پڑھنے کی وجہ

غرض مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سُست اس لیے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سُرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اَور بھی سُستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ اُن کو اس لذّت کی اطلاع نہیں۔ اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور موٴذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے۔ گویا ان کے دل دُکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابلِ رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ اُن کی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں۔ مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔ پس مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہیے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں۔ نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے، کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔ دیکھو! اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سُرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے۔ اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے۔ تو اس کی ساری حالت بہ اعتبار اس کے مجسم ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ ہاں۔ اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اُٹھ کر سردی میں وضو کر کے خوابِ راحت چھوڑ کر کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ اسے بیزاری ہے وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے۔ اس کو اطلاع نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 161-163۔ ایڈیشن 1984ء)

اس شمارہ میں


- دربارِ خلافت
- دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

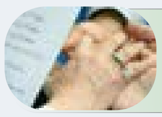

## دربارِ خلافت

### آپؐ کا ہر عمل، ہر فعل، دعویٰ نبوت سے پہلے بھی سچائی اور حق گوئی سے سجا ہوا تھا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

انبیاء دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں تو لوگوں کو اپنی گزشتہ زندگی کا حوالہ دے کر یہ کہتے ہیں، قوم کے لوگوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ یہ جو ہماری زندگی تمہارے سامنے گزری اس میں ہمارا جو کردار بھی تمہیں نظر آئے گا یا نظر آیا وہ یہی نظر آئے گا کہ سچ بات پر قائم رہے اور سچ کہا اور سچ پھیلانے کی کوشش کی۔ اور اس وصف کے اعلیٰ ترین معیار ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ اس اعلیٰ خُلق کے نور سے منور تھا۔ آپؐ کا ہر عمل، ہر فعل، دعویٰ نبوت سے پہلے بھی سچائی اور حق گوئی سے سجا ہوا تھا۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس اعلیٰ خُلق کی مثال دیتے ہوئے کفار کو مخاطب کر کے اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے فرمایا ہے کہ تُو کہہ دے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں تم پر اس کی تلاوت نہ کرتا اور نہ وہ اللہ تمہیں اس بات پر مطلع کرتا۔ پس میں اس رسالت سے پہلے بھی تمہارے درمیان لمبی عمر گزار چکا ہوں، کیا تم عقل نہیں کرتے؟۔ تم جو مجھ پر یہ الزام دے رہے ہو کہ یہ جو مَیں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے یہ غلط ہے، جھوٹ ہے اور قطعاً مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث نہیں کیا گیا، مَیں دنیاداروں کی طرح اپنی لیڈری کی دکان چمکانے کے لئے (نعوذ باللہ) یہ دعویٰ کر رہا ہوں تا کہ تم لوگ کسی طرح مجھے اپنا سردار تسلیم کر لو یا تنگ آ کر میرے سے شرائط طے کرنے لگ جاؤ۔ تو سن لو کہ ان بکھیڑوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے، ان دنیا داری کی باتوں سے مجھ کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اگر یہ باتیں، یہ چیزیں مجھے چاہئے ہوتیں تو مَیں تمہاری مرضی کی باتیں تمہیں بتاتا جو تمہیں خوش کر دیتیں۔ مجھ پر تم اعتراض کرنے والے نہ ہوتے بلکہ فوراً مجھے وہ مقام دینے والے بن جاتے۔ لیکن مَیں تو تمہیں حق کا وہ پیغام پہنچا رہا ہوں جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر اتارا ہے۔ اس لئے مجھ سے اس بارہ میں نہ لڑو۔ اگر اللہ یہ پیغام تم تک پہنچانا نہ چاہتا تو مَیں قطعاً تمہیں وہ باتیں نہ کہتا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھائیں اور مَیں نے تمہیں بتائیں۔ تم مجھے شک کی نظر سے دیکھ رہے ہو کہ شاید یہ ساری باتیں مَیں نے اپنے پاس سے گھڑ لی ہیں۔ کچھ تو ہوش کرو۔ میں تمہارے درمیان ایک عرصے سے رہ رہا ہوں۔ دو چار سال کا عرصہ نہیں ہے، دس بیس سال کا عرصہ نہیں ہے گو کہ یہ عرصہ بھی کسی کے کردار کو جانچنے کے لئے بہت ہوتا ہے۔ لیکن اس میں کہا جا سکتا ہے کہ جوانی کی عمر ہے کئی اتار چڑھاؤ آتے ہیں۔ فرمایا کہ میری تو یہ عمر بھی گزر گئی ہے جو جوانی کی عمر ہوتی ہے اور چالیس سال کی پختہ عمر ہو گئی ہے۔ اور یہ تمام عرصہ مَیں نے تمہارے درمیان گزارا ہے۔ یہ تو وہ عمر ہے جس میں اب عمر ڈھلنے کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ میری گزشتہ چالیس سالہ زندگی تمہارے سامنے ہے۔ مَیں نے کبھی بھی کسی بھی معاملے میں جھوٹ تو درکنار، حق سے اور سچ سے رتّی بھر بھی انحراف نہیں کیا، ذرا سا بھی حق سے پیچھے نہیں ہٹا۔ اب اس عمر میں کیا مَیں تمہاری سرداری لینے کے لئے خدا پر جھوٹ بولوں گا؟۔

بقیہ صفحہ 10 پر

## دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے

دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے دوستو پیارو عقبیٰ کو مت بسارو
کچھ زادِ راہ لے لو کچھ کام میں گذارو
دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

جی مت لگاؤ اس سے دل کو چھڑاؤ اس سے
رغبت ہٹاؤ اس سے بس دور جاؤ اس سے
یارو یہ اژدہا ہے جاں کو بچاؤ اس سے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرآں کتاب رحماں سکھائے راہِ عرفاں
جو اسکے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں
ان پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

ہے چشمۂ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت
یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرآں کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکرِ معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا
اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(محمود کی آمین ۔ 7/جون 1897ء۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 319)

## آج کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ ،مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ ،اَللّٰهُ يَشْفِيكَ ، بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ۔

(صحیح مسلم کِتَابُ السَّلَامِ حدیث: 5700)

ترجمہ: میں اللہ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں، وہ آپ کو ہر ایسی بات سے محفوظ رکھے جو نقصان دہ ہے۔ ہر ایسی چیز سے بچائے جو دکھ دے سکتی ہے۔ وہ ہر برے شخص کی برائی سے اور ہر حسد کرنے والے کی نظر سے آپ کی حفاظت فرمائے۔ اللہ آپ کو شفا دے، میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔

یہ حضرت جبرائیلؑ کی بیماری سے شفایابی کی دعا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آئے اور دریافت فرمایا: اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کیا آپ بیمار ہو گئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے (مندرجہ بالا) دعا کی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر دم کیا۔

بیماری میں سورۃ فاتحہ کے دم کے متعلق ایک روایت کچھ یوں ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ سفر میں تھے عرب کے قبائل میں سے کسی قبیلے کے سامنے سے ان کا گزر ہوا انہوں نے ان (قبیلے والے) لوگوں سے درخواست کی کہ وہ انہیں اپنا مہمان بنالیں۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ (اس رات اس قبیلہ کے سردار کو ایک سانپ نے کاٹ لیا)۔ قبیلہ والوں نے پوچھا : کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے۔ ان میں سے ایک صحابی نے کہا : ہاں۔ پھر وہ اس کے قریب آئے اور اسے سورۃ فاتحہ سے دم کر دیا۔ وہ آدمی ٹھیک ہو گیا تو اس (دم کرنے والے) کو بکریوں کا ایک ریوڑ (تیس بکریاں) پیش کی گئیں۔ اس نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا: یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کو ماجرا سنادوں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا آپ کو سنایا اور عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں نے صرف سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: «تمہیں کیسے پتہ چلا کہ سورۃ فاتحہ دم (بھی) ہے؟» پھر فرمایا کہ وہ بکریاں لے لو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ رکھو۔ (جو انعام یا نذرانہ انہوں نے دیا ہے اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں)

(صحیح مسلم کِتَابُ السَّلَامِ حدیث: 5733)

مرسلہ: مریم رحمٰن

# خلاصہ خطبہ جمعہ

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22؍ جنوری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

**حضرت عثمانؓ رسولِ خدا ﷺ سے تقریباً پانچ سال چھوٹے تھے۔ آپؓ قدیمی اسلام لانے والوں میں سے تھے**

**الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعاؤں کی مکرر تحریک**

11 مرحومین مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ، ناظر خدمتِ درویشان اور ناظر اصلاح و ارشاد رشتہ ناطہ، مکرم مولانا محمد عمر صاحب سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان، مکرم حبیب احمد صاحب مربی سلسلہ ابن محمد اسماعیل صاحب سابق امیر و مشنری انچارج نائیجیریا، مکرم بدر الزماں صاحب کارکن وکالت مال یو کے، مکرم منصور احمد تاثیر صاحب کارکن شعبہ احتساب نظارت امورِ عامہ ربوہ، مکرم ڈاکٹر ابراہیم موانگا صاحب تنزانیہ، مکرمہ صغریٰ صاحبہ اہلیہ دین محمد صاحب درویش قادیان، مکرم چودھری کرامت اللہ صاحب سابق رضا کار الفضل انٹرنیشنل، مکرم چودھری منور احمد خالد صاحب، مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ احمد صادق طاہر محمود ریٹائرڈ مربی سلسلہ بنگلہ دیش، مکرم رفیع الدین بٹ صاحب کا ذکر خیر اور نمازِ جنازہ غائب

**آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد ذوالنّورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ**

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22؍ جنوری 1202ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم عدیل طیب صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج مَیں حضرت عثمانؓ کا ذکر شروع کروں گا جو چند ہفتے جاری رہے گا۔ آپؓ جنگِ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے تاہم اُن آٹھ صحابہ میں شامل تھے جنہیں نبی کریم ﷺ نے جنگِ بدر کے مالِ غنیمت سے حصّہ دیا تھا۔ آپؓ کا نام عثمان بن عفان تھا اور آپؓ کا سلسلہ نسب پانچویں پُشت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملتا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی نانی حضور ﷺ کے والد کی سگی بہن تھیں۔ آپؓ کی والدہ اروىٰ بنت کریز نے صلح حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کیا اور حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں وفات پائی۔ حضرت عثمانؓ کے والد زمانۂ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ مختلف وقتوں میں آنحضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ آپؓ کے عقد میں آئیں، اس مناسبت سے آپؓ کو ذوالنورین کہا جانے لگا۔ بعض کے نزدیک اس لقب کی وجہ آپؓ کا راتوں کو تہجد پڑھنا اور بہت زیادہ تلاوتِ قرآن کریم کرنا بیان کی گئی ہے۔

حضرت عثمانؓ رسولِ خدا ﷺ سے تقریباً پانچ سال چھوٹے تھے۔ آپؓ قدیمی اسلام لانے والوں میں سے تھے چنانچہ آپؓ نے آنحضور ﷺ کے دارارقم میں داخل ہونے سے قبل حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے ہم راہ ایک ہی وقت میں اسلام قبول کیا تھا۔ قبولِ اسلام کے بعد آپؓ کو اپنے چچا کی طرف سے سختیوں کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

دعویٰ نبوت سے پہلے آنحضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا نکاح ابولہب کے بیٹے سے ہوا تھا جس نے سورۂ لہب کے نزول پر قبل از رخصتانہ حضرت رقیہ کو طلاق دے دی چنانچہ ان کی شادی حضرت عثمانؓ سے ہوگئی۔ ایک موقعے پر آنحضور ﷺ نے حضرت رقیہؓ کو حضرت عثمانؓ سے حسنِ سلوک کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عثمان میرے صحابہ میں اخلاق کے لحاظ سے مجھ سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ ماہِ رجب 5؍ نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پر جن گیارہ مردوں اور چار عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی اُن میں حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ بھی شامل تھے۔ حضور ﷺ نے اس موقعے پر فرمایا کہ حضرت لوطؑ کے بعد عثمان وہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے اہل کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حبشہ سے عرب کے تجارتی تعلقات تھے۔ اس دور میں حبشہ کا دار السلطنت اکسوم تھا۔ جہاں ایک عادل، بیدار مغز بادشاہ اصحمہ نجاشی کی حکومت تھی۔ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والے یہ ابتدائی مہاجرین طاقت ور قبائل سے متعلق تھے جو قریش کے مظالم سے محفوظ نہ تھے۔ کم زور مسلمان تو ایسی بے بسی کی حالت میں تھے کہ ہجرت کی بھی طاقت نہ رکھتے تھے۔

حبشہ پہنچ کر اِن مسلمانوں کو نہایت امن کی زندگی نصیب ہوئی مگر ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ تمام قریش کے قبولِ اسلام کی اڑتی اُفواہ پہنچی۔ اس خبر پر یقین کر کے یہ مہاجرین واپس آ گئے۔ مکّے کے پاس پہنچ کر عِلم ہوا کہ یہ جھوٹی افواہ تھی جس پر بعض تو واپس لوٹ گئے اور کچھ چھپ چھپا کر یا کسی ذی اثر شخص کی حمایت میں مکّے میں داخل ہوئے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ اگر زیادہ غور سے دیکھا جاوے تو یہ افواہ اور مہاجرین کی واپسی کا قصّہ بے بنیاد نظر آتا ہے۔ لیکن اگر اسے صحیح سمجھا جاوے تو اس کی تہ میں وہ واقعہ ہوسکتا ہے جو بعض حدیثوں میں بیان ہوا ہے۔ جیسا کہ بخاری میں بھی آتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے صحنِ کعبہ میں سورۂ نجم کی آیات تلاوت فرمائیں۔ سورت ختم کر کے جب حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو آپؐ کی نہایت پُر اثر آواز اور فصیح و بلیغ کلام اللہ کے رعب و جلال کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ کافر بھی سجدے میں گر گئے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ بسا اوقات ایسے مواقع پر انسان کا قلب مرعوب ہوجاتا ہے اور وہ بے اختیار ایسی حرکت کر بیٹھتا ہے جو دراصل اس کے اصول و مذہب کے خلاف ہوتی ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے ایک تجزیے سے یہ افواہ اور مہاجرین کی واپسی والی ساری بات مشتبہ ہوجاتی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ حبشہ کی جانب ہجرت کی تاریخ رجب پانچ نبوی بیان ہوئی ہے اور سجدے کی تاریخ رمضان پانچ نبوی ہے۔ روایات میں مہاجرینِ حبشہ کی واپسی کی تاریخ شوال پانچ نبوی بیان کی جاتی ہے۔ اب اس زمانے کے حالات کے لحاظ سے یہ قطعی غیر ممکن بات ہے کہ اِس قلیل عرصے میں مسلمان حبشہ پہنچیں۔ اس کے بعد کوئی شخص قریش کے قبولِ اسلام کی خبر لے کر حبشہ آئے۔ پھر مسلمان حبشہ سے روانہ ہو کر مکّہ آجائیں۔ اس زمانے کے آہستہ سفروں کے لحاظ سے اس قسم کا ایک سفر بھی ڈیڑھ سے دو ماہ سے کم عرصے میں ہرگز مکمل نہیں ہوسکتا تھا۔ بہرحال قریشِ مکّہ کے ظلم و ستم کے باعث ہجرتِ حبشہ کا یہ سلسلہ جاری رہا چنانچہ مہاجرینِ حبشہ کی کُل تعداد ایک سَو ایک تک پہنچ گئی جن میں اٹھارہ عورتیں بھی شامل تھیں۔

ہجرتِ مدینہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی مؤاخات حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ یا حضرت اوس بن ثابتؓ کے ساتھ قائم فرمائی تھی۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی مؤاخات اپنے ساتھ قائم فرمائی۔

جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت عثمانؓ کو حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کے لیے اُن کے پاس چھوڑا۔ حضرت رقیہؓ نے اسی روز وفات پائی جس روز حضرت زید بن حارثہؓ فتح کی خوش خبری لے کر مدینے میں داخل ہوئے۔ آنحضرت ﷺ حضرت عثمانؓ سے مسجد کے دروازے پر ملے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُمِ کلثوم کا نکاح رقیہ جتنے حق مہر اور حسنِ سلوک پر تمہارے ساتھ کر دیا ہے۔ آپؐ نے اُمِ ایمن سے ارشاد فرمایا کہ اُمِ کلثوم کو تیار کر کے حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچا آئیں۔ حضرت ام کلثومؓ نَو ہجری تک حضرت عثمانؓ کے ہاں رہیں اس کے بعد وہ بیمار ہوکر وفات پا گئیں۔ آپؓ کی وفات پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری کوئی تیسری بیٹی ہوتی تو مَیں اس کی شادی بھی عثمان سے کروا دیتا۔ ایک موقعے پر حضرت عثمانؓ نے نہایت مغموم حالت میں حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میرا آپؐ سے دامادی کا تعلق ختم ہوگیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر میری سَو بیٹیاں ہوتیں اور ایک ایک کر کے فوت ہوجاتیں تو مَیں ایک کے بعد دوسری کو تجھ سے بیاہ دیتا۔

حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت عثمانؓ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد پاکستان اور الجزائر کے متعلق دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں ہر جمعے میں تحریک کر رہا ہوں پاکستان کے احمدیوں کے لیے دعائیں کرتے رہیں۔ مخالفین اپنے زعم میں دائرہ تنگ کر رہے ہیں لیکن ان کو نہیں پتہ کہ ایک بالا ہستی، خدا تعالیٰ بھی ہے۔ جس کی تقدیر چل رہی ہے اور اس کا دائرہ ان کے اوپر تنگ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے اور ہر جگہ ہر احمدی کو ہر لحاظ سے محفوظ رکھے۔ آمین

خطبے کے دوسرے حصے میں حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

1۔ مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ، ناظر خدمتِ درویشان اور ناظر اصلاح و ارشاد رشتہ ناطہ۔ آپ 11؍ جنوری کو تقریباً 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم اعلیٰ پائے کے مقرر اور مبلغ تھے۔ خلافت سے وفا اور اطاعت کا تعلق ہر حال میں بڑی عمدگی سے نبھایا۔ اسی طرح مرحوم کو بعض علمی کاموں کی بھی توفیق ملی۔ پسماندگان میں حسان محمود واقفِ زندگی (تحریکِ جدید ربوہ) سمیت چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

2۔ مکرم مولانا محمد عمر صاحب سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان۔ آپ 21؍ جنوری کو 87 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ بڑے کامیاب مبلغ اور مناظر تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطباتِ جمعہ کے ترجمے کے حوالے سے آپ کے کام کو سراہتے ہوئے اس کا ذکر اپنے ایک خطبہ جمعہ میں بھی فرمایا تھا۔ آپ کے پسماندگان میں چار بیٹیاں، داماد اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

3۔ مکرم حبیب احمد صاحب مربی سلسلہ ابن محمد اسماعیل صاحب سابق امیر و مشنری انچارج نائیجیریا۔ آپ 25؍ دسمبر کو 64 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

4۔ مکرم بدر الزماں صاحب کارکن وکالت مال یو کے جو 3؍ جنوری کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کو ایک جماعتی مقدمے میں اسیر راہِ مولیٰ رہنے کی بھی توفیق ملی۔

5۔ مکرم منصور احمد تاثیر صاحب کارکن شعبہ احتساب نظارت امورِ عامہ ربوہ۔ مرحوم 30؍ دسمبر کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ حضورِ انور نے فرمایا بچپن سے مَیں ان کو جانتا ہوں یہ میرے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ ہنسنا اور مذاق کرنا، بڑی شریفانہ طبیعت تھی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور بیٹیاں شامل ہیں۔

6۔ مکرم ڈاکٹر ابراہیم موانگا صاحب تنزانیہ جو 9؍ دسمبر کو 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

7۔ مکرمہ صغریٰ صاحبہ اہلیہ دین محمد صاحب درویش قادیان۔ یہ 6؍ جنوری کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

8۔ مکرم چودھری کرامت اللہ صاحب سابق رضا کار الفضل انٹرنیشنل لندن۔ مرحوم 26؍ دسمبر کو 95 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

9۔ مکرم چودھری منور احمد خالد صاحب۔ مرحوم 20؍ اگست 2020ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

10۔ مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ احمد صادق طاہر محمود ریٹائرڈ مربی سلسلہ بنگلہ دیش۔ مرحومہ 27،28؍ نومبر 2020ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

11۔ مکرم رفیع الدین بٹ صاحب۔ آپ 6؍ نومبر کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کی۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

# خطبہ جمعہ

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 01 جنوری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور آپس میں تفرقہ نہ کرنا کیونکہ
میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ باہمی تعلقات کی اصلاح کرنا نفل نمازوں اور روزوں سے بہتر ہے (حضرت علیؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد اور داماد ابوتراب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے حالات و واقعات کا بیان

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ہمیشہ کاربند رہو۔ اس کو کبھی نہ چھوڑنا ورنہ تم میں سے بُرے تمہارے حاکم بن جائیں گے۔
پھر تم دعا کروگے مگر تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں گی، جو آج کل مسلمان ملکوں کا حال ہے

دعا کریں کہ یہ سال جماعت کے لیے، دنیا کے لیے، انسانیت کے لیے بابرکت ہو

یہ آفات خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے حقوق و فرائض بھولنے اور ادا نہ کرنے بلکہ ظلم میں بڑھنے کی وجہ سے آتی ہیں

کوئی بعید نہیں کہ اصل ہتھیاروں کی جنگ بھی ہو جائے جو نہایت خوفناک جنگ ہو گی

ہر احمدی کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے سپرد ایک بہت بڑا کام کیا گیا ہے

دنیا کو اس جھنڈے کے نیچے لائیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند کیا تھا

آج دنیا کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لانے کے لیے اگر کوئی کام کر رہا ہے تو وہ صرف احمدی ہیں

سالِ نو کے آغاز پر سربراہانِ مملکت اور جماعت احمدیہ کے لیے زرّیں نصائح

الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیش نظر دعاؤں کی تحریک

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ حضرت علیؓ کی شہادت کے پس منظر میں بیان فرماتے ہیں کہ ’’ابھی معاملات پوری طرح سلجھے نہ تھے کہ خوارج کے گروہ نے یہ مشورہ کیا کہ اس فتنہ کو اس طرح دور کرو کہ جس قدر بڑے آدمی ہیں ان کو قتل کر دو۔ چنانچہ ان کے دلیر‘‘ یعنی بہادر لوگ جو تھے، بعض جرأت والے لوگ جو تھے ’’یہ اقرار کر کے نکلے کہ ان میں سے ایک حضرت علیؓ کو، ایک حضرت معاویہؓ کو اور ایک عمرو بن العاصؓ کو ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں قتل کر دے گا۔ جو حضرت معاویہؓ کی طرف گیا تھا اس نے تو حضرت معاویہؓ پر حملہ کیا لیکن اس کی تلوار ٹھیک نہیں لگی اور حضرت معاویہ صرف معمولی زخمی ہوئے۔ وہ شخص پکڑا گیا اور بعد ازاں قتل کیا گیا۔ جو عمرو بن العاصؓ کو مارنے گیا تھا وہ بھی ناکام رہا کیونکہ وہ بوجہ بیماری نماز کے لیے نہ آئے تھے اور جو شخص ان کو نماز پڑھانے کے لیے آیا تھا‘‘ یعنی اس وقت حضرت عمرو بن عاصؓ کی جگہ ’’اس نے اس کو مار دیا۔‘‘ جو عمرو بن عاصؓ پہ حملہ کرنے گیا تھا، خود پکڑا گیا اور بعد ازاں مارا گیا۔ جو شخص حضرت علیؓ کو مارنے کے لیے نکلا تھا اس نے جبکہ آپؓ صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہونے لگے آپؓ پر حملہ کیا اور آپ خطرناک طور پر زخمی ہوئے۔ آپؓ پر حملہ کرتے وقت اس شخص نے یہ الفاظ کہے کہ اے علیؓ! تیرا حق نہیں کہ تیری ہر بات مانی جایا کرے بلکہ یہ حق صرف اللہ کو ہے۔‘‘

(انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 202)

حضرت علیؓ کی شہادت کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ حضرت عبید اللہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا اے علی! کیا تم جانتے ہو کہ اوّلین اور آخرین میں سے سب سے بدبخت شخص کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسولؐ سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ پہلوں میں سب سے بدبخت شخص حضرت صالحؑ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا تھا اور اے علی! آخرین میں سب سے بدبخت وہ شخص ہو گا جو تمہیں نیزہ مارے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کی طرف اشارہ فرمایا جہاں آپؓ کو نیزہ مارا جائے گا۔

حضرت علیؓ کی لونڈی اُمّ جعفر کی روایت ہے کہ میں حضرت علیؓ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی کہ آپؓ نے اپنا سر اٹھایا اور اپنی داڑھی کو پکڑ کر اسے ناک تک بلند کیا اور داڑھی کو مخاطب کر کے فرمایا واہ واہ! تیرے کیا کہنے۔ تم ضرور خون میں رنگی جاؤ گی۔ پھر جمعہ کے دن آپ شہید کر دیے گئے۔

حضرت علیؓ کا واقعہ شہادت ایک جگہ اس طرح بیان ہوا ہے۔ ابن حَنَفِیَّہ روایت کرتے ہیں کہ میں اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ حمام میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس ابن مُلْجَم آیا۔ جب وہ داخل ہوا تو

گویا حسنین نے اس سے نفرت کا اظہار کیا اور کہا کہ تیری یہ جرأت کہ اس طرح یہاں ہمارے پاس آئے۔ میں نے ان دونوں سے کہا کہ تم اسے منہ نہ لگاؤ۔ قسم ہے کہ یہ تمہارے خلاف جو کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ اس سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔ حضرت علیؓ پر حملہ کے وقت ابنِ مُلْجَم کو قیدی بنا کر لایا گیا تو ابنِ حَنَفِیَّہ نے کہا میں تو اسے اس دن ہی اچھی طرح جان گیا تھا جس دن یہ حمام میں ہمارے پاس آیا تھا۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ قیدی ہے۔ لہٰذا اس کی اچھی طرح مہمان نوازی کرو اور اسے عزت کے ساتھ ٹھہراؤ۔ اگر میں زندہ رہا تو یا تو اسے قتل کروں گا یا اسے معاف کروں گا اور اگر میں مر گیا تو اسے میرے قصاص میں قتل کر دینا اور حد سے نہ بڑھنا۔ یقیناً اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت ابن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام قُثَم سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے میرے بڑے بیٹے کو اپنی وصیت میں لکھا کہ اس یعنی ابنِ مُلْجَم کے پیٹ اور شرم گاہ میں نیزہ نہ مارا جائے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ خوارج میں سے تین آدمیوں کو نامزد کیا گیا تھا عبدُالرحمٰن بن مُلْجَم مُرَادِی جو قبیلہ حِمْیَر سے تھا اور اس کا شمار قبیلہ مُرَاد میں ہوتا تھا جو کِنْدَہ کے خاندان بَنُو جَبَلَہ کا حلیف تھا اور بُرَک بن عبد اللہ تَمِیْمِی اور عَمْرو بن بُکَیر تَمِیْمِی۔ یہ تینوں مکّہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے پختہ عہد و پیمان کیے کہ وہ تین آدمیوں یعنی حضرت علی بن ابو طالبؓ، حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ کو ضرور قتل کریں گے، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ نام ان تین قتل کرنے والوں کے تھے جس کا واقعہ حضرت مصلح موعودؓ نے شروع میں بیان کیا تھا، اور لوگوں کو ان سے نجات دلائیں گے۔ عبد الرحمٰن بن مُلْجَم نے کہا مَیں علی بن ابو طالب کے قتل کا ذمہ لیتا ہوں۔ بُرَکْ نے کہا مَیں معاویہ کے قتل کا ذمہ لیتا ہوں اور عمرو بن بُکَیر نے کہا مَیں تمہیں عمرو بن عاص سے نجات دلاؤں گا۔ اس کے بعد انہوں نے اس بات پر باہم پختہ عہد و پیمان کیا اور ایک دوسرے کو یقین دلایا کہ وہ اپنے نامزد کردہ شخص کو قتل کرنے کے عہد سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اور وہ اس تک پہنچے گا یہاں تک کہ اسے قتل کر دے یا اس راہ میں اپنی جان دے دے یعنی اس حد تک وہ جائیں گے یا تو ان تینوں کو قتل کر دیں گے یا اپنی جان دے دیں گے، واپس نہیں آئیں گے۔ انہوں نے آپس میں رمضان کی سترھویں رات اس غرض کے لیے مقرر کی۔ پھر ان میں سے ہر شخص اس شہر کی طرف روانہ ہو گیا جس میں اس کا مطلوبہ شخص رہتا تھا یعنی جسے اس نے قتل کرنا تھا۔ عبد الرحمٰن بن مُلْجَم کوفہ آیا اور اپنے خارجی دوستوں سے ملا مگر ان سے اپنے قصد کو پوشیدہ رکھا۔ وہ انہیں ملنے جاتا اور وہ اسے ملنے آتے رہے۔ اس نے ایک روز تَیْمُ الرِّبَاب قبیلہ کی ایک جماعت دیکھی جس میں ایک عورت قَطَام بنتِ شِجْنَہ بن عَدِی تھی۔ حضرت علیؓ نے جنگ نَہْرَوَان میں اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔ وہ عورت ابن مُلْجَم کو پسند آئی تو اس نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس نے کہا میں اس وقت تک تجھ سے نکاح نہ کروں گی جب تک تُو مجھ سے ایک وعدہ نہ کرے۔ ابن مُلْجَم نے کہا کہ تُو جو مانگے گی میں وہ تجھے دوں گا۔ اس نے کہا کہ تین ہزار اور علی بن ابی طالب کا قتل۔ درہم تین ہزار ہوں گے اور علی بن ابو طالب کا قتل۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو اس شہر میں علی بن ابو طالب کو قتل کرنے کے واسطے ہی آیا ہوں اور میں تجھے وہ ضرور دوں گا جو تُو نے مانگا۔ پھر ابنِ مُلْجَم، شَبِیْب بن بَجَرَة اَشْجَعِی سے ملا اور اسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور اپنے ساتھ رہنے کا کہا۔ شَبِیْب نے اس کی یہ بات مان لی۔ عبد الرحمٰن بن مُلْجَم نے وہ رات جس کی صبح کو اس نے حضرت علیؓ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تھا اَشْعَثْ بن قَیْس کِنْدِی کی مسجد میں اس سے سرگوشی کرتے ہوئے گزاری۔ طلوع فجر کے قریب اَشْعَثْ نے اسے کہا، اٹھو صبح ہو گئی ہے۔ عبد الرحمٰن بن مُلْجَم اور شَبِیْب بن بَجَرَة کھڑے ہو گئے اور اپنی تلواریں لے کر اس تھڑے کے بالمقابل آ کر بیٹھ گئے جہاں سے حضرت علیؓ نکلتے تھے۔ حضرت حسن بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں صبح سویرے حضرت علیؓ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اس وقت حضرت علیؓ نے فرمایا: میں رات بھر اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا پھر بیٹھے بیٹھے میری آنکھوں پر نیند غالب آ گئی تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یعنی حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ کی اُمّت کی طرف سے ٹیڑھے پن اور شدید جھگڑے کا سامنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ میں نے کہا: اے اللہ! مجھے ان کے بدلے میں وہ دے جو ان سے بہتر ہو اور ان کو میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔ اتنے میں ابنِ نَبَّاحْ مؤذن آئے اور کہا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ حضرت حسنؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا تو وہ کھڑے ہو کر چلنے لگے۔ ابنِ نَبَّاحْ آپؓ کے آگے تھے اور مَیں پیچھے۔ جب آپؓ دروازے سے باہر نکلے تو آپؓ نے آواز دی کہ اے لوگو! نماز، نماز۔ صلوٰة، صلوٰة کی آواز دیتے تھے۔ آپؓ ہر روز اسی طرح کیا کرتے تھے۔ جب آپ نکلتے تو آپ کے ہاتھ میں کوڑا ہوتا تھا اور آپؓ اُسے دروازوں پہ مار کے لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔ عین اس وقت وہ دونوں حملہ آور آپؓ کے سامنے نکل آئے۔ عینی شاہدوں میں سے بعض کا کہنا ہے کہ میں نے تلوار کی چمک دیکھی اور ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے علی! حکم اللہ کے لیے ہے نہ کہ تمہارے لیے۔ پھر مَیں نے دوسری تلوار دیکھی۔ پھر دونوں نے مل کر وار کیا۔ عبد الرحمٰن بن مُلْجَم کی تلوار حضرت علیؓ کی پیشانی سے سر کی چوٹی تک پڑی اور دماغ تک پہنچ گئی جبکہ شَبِیب کی تلوار دروازے کی لکڑی پر جا لگی۔ میں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ آدمی تم سے بھاگنے نہ پائے۔ لوگ ہر طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے مگر شَبِیْب بچ کر نکل گیا جبکہ عبد الرحمٰن بن مُلْجَم گرفتار کر لیا گیا اور اسے حضرت علیؓ کے پاس پہنچا دیا گیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اسے اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر دو۔ اگر میں زندہ رہا تو میں اس کا خون معاف کرنے یا قصاص لینے کا زیادہ حق دار ہوں گا اور اگر مَیں فوت ہو گیا تو اسے بھی قتل کر کے میرے ساتھ ملا دینا۔ میں رب العالمین کے پاس اس سے جھگڑوں گا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد۔ جلد ۳ صفحہ ۲۵ تا ۲۷ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

یعنی پھر آپؓ یہ معاملہ اللہ کے حضور میں پیش کریں گے۔

جب حضرت علیؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے وصیت کی۔ آپ کی وصیت یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ وصیت ہے جو علی بن ابی طالب نے کی ہے۔ علی نے یہ وصیت کی ہے کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا تھا تا کہ وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر دیں خواہ یہ بات مشرکین کو بُری ہی لگے۔ یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اس کے بعد اے حسن، اپنے بیٹے کو مخاطب فرمایا کہ مَیں تجھے اور اپنی تمام اولاد اور اپنے تمام گھر والوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارا پروردگار ہے اور یہ کہ تم حالتِ اسلام میں ہی دنیا سے رخصت ہونا۔ تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور آپس میں تفرقہ نہ کرنا کیونکہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ باہمی تعلقات کی اصلاح کرنا نفل نمازوں اور روزوں سے بہتر ہے۔ (یہ بڑی اہم بات ہے۔ اسے یاد رکھنا چاہیے کہ باہمی تعلقات کی اصلاح کرنا نفل نمازوں اور روزوں سے بہتر ہے۔ آپس میں صلح صفائی سے رہنا اصلاح کرنا اور کروانا یہ بہت بڑی نیکی ہے۔) تم اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا اس سے اللہ تعالیٰ تم پر حساب آسان فرما دے گا۔ یتیموں کے معاملات میں اللہ سے ڈرنا۔ نہ تو انہیں اس بات پر مجبور کرنا کہ وہ اپنی زبان سے تم سے مدد طلب کریں اور نہ اس بات پر کہ وہ تمہارے سامنے ضائع ہو جائیں۔ پڑوسیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے۔ آپ ہمیشہ پڑوسیوں کے حقوق کی وصیت کرتے رہے حتی کہ ہمیں گمان ہوا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑوسیوں کو وارث ہی نہ بنا دیں۔ قرآن کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ قرآن پر عمل کرنے میں کہیں دوسرے تم پر سبقت نہ لے جائیں۔ نماز کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ یہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اپنے رب کے گھر کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور زندگی بھر اسے خالی نہ ہونے دو کیونکہ اگر وہ خالی چھوڑ دیا گیا تو اس جیسا کوئی گھر تمہیں نہ ملے گا۔ اور جہاد فی سبیل اللہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرو اور اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرو۔ اور زکوٰة کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ رب کے غصہ کو بجھاتی ہے۔ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تمہارے درمیان کسی پر ظلم نہ کیا جائے۔ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بارہ میں اللہ سے ڈرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں وصیت فرمائی ہے۔ اور فقراء اور مساکین کے بارہ میں بھی اللہ سے ڈرو اور انہیں اپنے سامان معیشت میں شریک کرو۔ اور ان کے بارے میں اللہ سے ڈرو جن کے مالک تمہارے داہنے ہاتھ ہوئے ہیں یعنی جن کی ذمہ واری تمہارے سپرد کی گئی ہے ان کے معاملات کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو۔ نماز کی حفاظت کرو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی ملامت کرنے والے کا خوف مت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سامنے ہونی چاہیے۔ (بہت اہم چیز ہے۔)

وہ خدا تمہارے لیے کافی ہو گا اس شخص کے خلاف جو تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے اور تمہارے خلاف بغاوت کرے۔ اور لوگوں سے نیک بات کہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نہ چھوڑو ورنہ تم میں سے بُرے تمہارے حاکم بن جائیں گے۔ (بڑی اہم بات ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نیک کاموں کا کہنا اور بُرے کاموں سے روکنا اس پر ہمیشہ کاربند رہو۔ اس کو کبھی نہ چھوڑنا ورنہ تم میں سے بُرے تمہارے حاکم بن جائیں گے۔) پھر تم دعا کرو گے مگر تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ (جو آج کل مسلمان ملکوں کا حال ہے۔) ایک دوسرے سے رابطہ اور تعلق رکھو اور تکلفات کے بغیر ایک دوسرے کے کام آؤ۔ خبردار! ایک دوسرے سے دشمنیاں نہ بڑھاؤ، نہ قطع تعلق کرو اور نہ تفرقہ کرو اور نیکی اور تقویٰ میں باہم تعاون کرو اور گناہ اور سرکشی میں تعاون نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ اے اہل بیت کے معزز افراد! اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمہارے ذریعہ حفاظت کرے یعنی تمہارے نیک نمونے کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گویا ہمیشہ زندہ رہیں۔ میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت بھیجتا ہوں۔

(تاریخ الطبری جلد ۳ صفحہ ۱۵۸ سنۃ ۴۰۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۷ء)

ابوسِنَان کا بیان ہے کہ جب حضرت علیؓ زخمی تھے تو وہ ان کی عیادت کے لیے گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اے امیر المومنین! آپ کی اس زخمی حالت پر ہمیں بہت تشویش ہو رہی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا لیکن خدا کی قسم! مجھے اپنے اوپر کوئی تشویش نہیں ہے کیونکہ صادق و مصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتا دیا تھا کہ تمہیں اس اس جگہ پر زخم آئیں گے اور آپؓ نے اپنی کنپٹیوں کی طرف اشارہ کیا پھر وہاں سے خون بہے گا حتی کہ تیری داڑھی رنگین ہو جائے گی اور ایسا کرنے والا اس امّت کا سب سے بڑا بدبخت شخص ہو گا جیسا کہ اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا قوم ثمود کا سب سے بڑا بدبخت تھا۔

(المستدرک علی الصحیحین۔ جزء ۳ صفحہ ۳۲۷ کتاب معرفۃ الصحابۃ ذکر اسلام امیر المومنین علی حدیث نمبر ۴۶۴۸ مطبوعہ دار الفکر ۲۰۰۲ء)

ایک روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے قاتل اِبنِ مُلْجَم کے بارے میں فرمایا اس کو بٹھاؤ۔ اگر میں مر گیا تو اسے قتل کر دینا مگر اس کا مُثْلَہ نہ کرنا اور اگر مَیں زندہ رہا تو مَیں خود اس کی معافی یا قصاص کا فیصلہ کروں گا۔

(الاستیعاب جلد ۳ صفحہ ۲۱۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

حضرت مصلح موعودؓ اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں کہ ’’تاریخوں میں لکھا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ایک شخص نے خنجر کے ساتھ حملہ کیا اور آپ کا پیٹ چاک کر دیا وہ پکڑا گیا۔‘‘ بہرحال آپ نے یہ لکھا ہے کہ پیٹ چاک کیا۔ سر کا زخم بھی تھا۔ شاید پیٹ پہ بھی زخم ہوا ہو یا ویسے ہی آپ کا خیال تھا یا محاورۃً بولا۔ کیونکہ اکثر روایتیں بہرحال سر کے زخم کی آتی ہیں۔ وہ پکڑا گیا ’’تو صحابہ نے آپ سے پوچھا کہ ہم اس کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ آپ نے حضرت امام حسنؓ کو بلوایا اور وصیت کی کہ اگر میں مر جاؤں تو میری جان کے بدلے اس کی جان لے لی جائے لیکن اگر میں بچ جاؤں تو پھر اسے قتل نہ کیا جائے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 428)

عَمْرو ذِی مُرّ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ کو تلوار کے زخم آئے تو میں آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؓ نے اپنا سر لپیٹا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! مجھے اپنا زخم دکھائیں۔ آپؓ نے زخم سے کپڑا کھولا تو مَیں نے عرض کیا ہلکا سا زخم ہے اور کچھ نہیں ہے۔ آپؓ نے فرمایا: میں تم لوگوں سے جدا ہونے والا ہوں۔ اس پر آپ کی صاحبزادی اُمّ کلثوم پردے کے پیچھے سے رو پڑیں۔ آپؓ نے اسے فرمایا چپ ہو جاؤ۔ اگر تم وہ دیکھ لو جو مَیں دیکھ رہا ہوں تو نہ روؤ۔ میں نے عرض کی کہ اے امیر المومنین! آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا یہ فرشتوں اور نبیوں کے وفد ہیں اور یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو فرما رہے ہیں (یعنی ایک نظارہ میں دیکھ رہا ہوں کہ فرشتوں اور نبیوں کے وفد ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں ہیں۔ آپؐ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں) کہ اے علی! خوش ہو جاؤ کیونکہ جس طرف تم جا رہے ہو وہ اس سے بہتر ہے جس میں تم موجود ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت علیؓ اپنی وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا: میں آپ سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہتا ہوں۔ اس کے بعد کوئی بات نہیں کی سوائے لا الٰہ الا اللہ کے کلمہ کے، یہاں تک کہ آپ کی روح قبض ہو گئی۔

(اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد ۰۴ صفحہ ۱۱۴–۱۱۵ ذکر علی بن ابی طالب، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۳ء)

جب حضرت علی بن ابوطالبؓ کی وفات ہوئی تو حضرت حسن بن علیؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! آج کی رات ایک ایسے شخص کی وفات ہوئی ہے کہ نہ اس سے پہلے لوگ اس سے سبقت لے جا سکے اور نہ بعد میں آنے والے اس کا مقام پا سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اسے کسی مہم پر بھیجتے تو جبرئیل اس کے دائیں طرف اور میکائیل اس کے بائیں طرف ہوتے تھے اور وہ واپس نہ لوٹتا تھا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح نہ عطا کر دیتا تھا۔ اس نے صرف سات سو درہم ترکہ چھوڑا ہے۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس رقم سے غلام خریدے اور اس کی روح اسی رات کو قبض کی گئی جس رات کو حضرت عیسیٰؑ کی روح کا رفع ہوا تھا یعنی ستائیس رمضان المبارک کی رات۔ ایک اَور روایت میں ہے حضرت علیؓ کی شہادت کی تاریخ سترھویں رمضان کی رات سن چالیس ہجری بیان ہوئی ہے۔ یہ چالیس ہجری کا سال تھا اور آپ کا دورِ خلافت چار سال ساڑھے آٹھ ماہ رہا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۲۸ ذکر علی ابن ابی طالب، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر عسقلانی جلد ۰۴ صفحہ ۴۶۸ ذکر علی بن ابی طالب، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۵ء)

حضرت مصلح موعودؓ اس واقعہ کو بیان فرماتے ہیں۔ طبقات ابن سعد کی جلد ثالث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وفات کے حالات میں حضرت امام حسنؓ سے روایت کی گئی ہے کہ آپؓ نے فرمایا کہ اے لوگو! آج وہ شخص فوت ہوا ہے کہ اس کی بعض باتوں کو نہ پہلے پہنچے اور نہ بعد کو آنے والے پہنچیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے جنگ کے لیے بھیجتے تھے تو جبرئیل اس کے دائیں طرف ہوتے تھے اور میکائیل بائیں طرف۔ پس وہ بلا فتح حاصل کیے واپس نہیں ہوتا تھا۔ بغیر فتح حاصل کیے واپس نہیں ہوتا تھا اور اس نے صرف سات سو درہم اپنا ترکہ چھوڑا ہے جس سے اس کا ارادہ تھا کہ ایک غلام خریدے اور وہ اس رات کو فوت ہوا ہے جس رات عیسیٰ بن مریم کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی تھی یعنی رمضان کی ستائیسویں تاریخ کو۔

(ماخوذ از دعوۃ الامیر، انوار العلوم جلد 7 صفحہ 348)

حضرت علیؓ کو ان کے دونوں بیٹوں اور حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ نے غسل دیا اور آپؓ کے بیٹے حضرت حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور نماز جنازہ میں چار تکبیرات کہیں۔ آپ کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا جس میں قمیص نہیں تھی۔ آپ کی تدفین سحری کے وقت ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس کچھ متبرک مُشک تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو لگائے گئے مشک سے بچا تھا اور حضرت علیؓ کی وصیت تھی کہ وہ مشک آپ کی میت کو لگایا جائے۔

آپؓ کی عمر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے کہا آپ کی عمر ستاون سال تھی، بعض کے نزدیک اٹھاون سال تھی، بعض کے نزدیک پینسٹھ سال تھی، بعض کے نزدیک تریسٹھ سال تھی۔ تاہم اکثریت کے نزدیک تریسٹھ سال والی روایت زیادہ درست تھی۔

(اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد ۰۴ صفحہ ۱۱۵ ذکر علی بن ابی طالب، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۳ء)

حضرت علیؓ کا مزار کہاں واقع ہے؟ اس بارے میں بھی سوال اٹھتا ہے۔ اس کے بارے میں تاریخ کی کتابوں میں متفرق روایات ملتی ہیں جو یوں ہیں۔ حضرت علیؓ کو رات کے وقت کوفہ میں دفن کیا گیا اور ان کی تدفین کو مخفی رکھا گیا۔ حضرت علیؓ کو کوفہ کی جامع مسجد میں دفن کیا گیا۔ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما نے حضرت علیؓ کی لاش کو مدینہ منتقل کیا اور حضرت فاطمہؓ کی قبر کے پاس بقیع میں دفن کیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ جب ان دونوں نے حضرت علیؓ کی لاش کو ایک صندوق میں ڈال کر اونٹ پر رکھا تو اونٹ گم ہو گیا۔ اس اونٹ کو طَے قبیلہ نے پکڑا۔ وہ اس صندوق کو مال سمجھ رہے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ صندوق میں لاش ہے تو وہ اس کو پہچان نہیں سکے اور انہوں نے اس لاش کو صندوق سمیت دفن کر دیا اور کوئی نہیں جانتا کہ حضرت علیؓ کی قبر کہاں ہے۔ پھر ایک روایت ہے کہ حضرت حسن نے حضرت علیؓ کو کوفہ میں جَعْدَہ بِن هُبَیْرَہ کی آل کے کسی حجرے میں دفن کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جَعْدَہ حضرت علیؓ کا بھانجا تھا۔

امام جعفر صادق کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا رات کے وقت جنازہ پڑھا گیا اور کوفہ میں ان کی تدفین ہوئی اور ان کی قبر کے مقام کو مخفی رکھا گیا تاہم وہ قصرِ امارت کے پاس تھا۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد حضرت امام حسنؓ نے حضرت علیؓ کا جنازہ پڑھایا اور کوفہ کے باہر حضرت علیؓ کی تدفین کی گئی اور ان کی قبر کو اس خوف سے مخفی رکھا گیا کہ خوارج وغیرہ ان کی اور قبر کی بے حرمتی نہ کریں۔ بعض شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا مزار نجف میں ہے، اس مقام پر جس کو آج کل مَشْهَدُ النَّجَف کہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق کوفہ میں حضرت علیؓ کو شہید کیا گیا تاہم آپ کی قبر کے بارے میں معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ حضرت

علیؓ کی وفات کے بعد حضرت امام حسنؓ نے حضرت علیؓ کا جنازہ پڑھایا اور کوفہ کے دارالاِمارۃ میں حضرت علیؓ کی تدفین کی گئی اس خوف سے کہ خوارج ان کی لاش کی بے حرمتی نہ کریں۔

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ یہ روایت مشہور ہے اور جس نے یہ کہا کہ انہیں جانور پر رکھا گیا اور وہ اسے لے گیا اور کوئی نہ جان سکا کہ وہ جانور کہاں چلا گیا تو یہ درست نہیں ہے اور اس نے اس بارے میں تکلف سے کام لیا ہے جس کا اس کو کوئی علم نہیں اور نہ ہی عقل اور نہ ہی شریعت اس کا جواز پیش کرتی ہے اور جو اکثر جاہل رَوَافِض یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا مزار مَشْھَدُ النَّجَفْ میں ہے تو اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی حقیقت ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ وہاں تو حضرت مُغِیْرَہ بن شُعْبَہ کی قبر ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۴، جزء ۷ صفحہ ۳۱۲-۳۱۷، صفۃ مقتلہ رضی اللہ عنہ، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)
(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۷۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۷ء)

امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ نَجَفْ میں مشہد کے نام سے جو مقام ہے اہل علم اس پر متفق ہیں کہ وہ حضرت علیؓ کی قبر کا مقام نہیں بلکہ وہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی قبر ہے۔ اہل بیت، شیعہ اور دیگر مسلمانوں نے کوفہ میں ان کی حکومت اور تین سو سال سے زیادہ بیت جانے کے باوجود کبھی اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ یہ حضرت علیؓ کی قبر ہے۔حضرت علیؓ کی شہادت کے تین سو سال بعد اس جگہ کو مشہد علی کا نام دیا گیا ہے اس لیے یہ روایت بالکل غلط ہے کہ یہ حضرت علیؓ کی قبر ہے۔

(ماخوذ از انسائیکلوپیڈیا سیرت صحابہ کرامؓ جلد1 صفحہ 436 سیدنا علی بن ابی طالبؓ۔ دار السلام ریاض 1438ھ)

نیز علامہ ابن جَوزِی نے اپنی تاریخ کی کتاب میں حضرت علیؓ کے مزار کے متعلق متفرق روایات جنہیں اوپر بیان کر دیا گیا ہے کو درج کرنے کے بعد لکھا ہے کہ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اَیُّ الْاَقْوَالِ اَصَحُّ۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کون سا قول زیادہ درست اور صحیح ہے۔

(المنتظم جلد ۵ صفحہ ۱۷۸، سنۃ ۴۰، فصل، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت علیؓ کی جو شادیاں اور اولاد ہیں ان کا ذکر اس طرح ملتا ہے کہ حضرت علیؓ نے مختلف وقتوں میں آٹھ شادیاں کیں جن کے نام یہ ہیں۔ فاطمہ بنتِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خولہ بنتِ جعفر بن قَیس، لیلیٰ بنت مسعود بن خالد، اُمّ البَنِیْن بنت حِزَام بن خالد، اَسْمَاء بنت عُمَیس، صَھْبَاء ام حبیب بنت رَبِیعہ، اُمَامَہ بنت ابو العاص بن ربیع۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب کی بیٹی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی تھیں۔ اُمّ سعید بنت عُرْوَۃ بن مسعود ثَقَفِی۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے ان کو کثیر اولاد عطا کی جن کی تعداد تیس سے زائد بنتی ہے۔ چودہ لڑکے اور انیس لڑکیاں۔ آپ کی نسل حضرت حسن، حضرت حسین، محمد بن حَنَفِیَّہ، عباس بن کِلَابِیَہ اور عمرو بن تَغْلَبِیَّہ سے چلی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۱۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)
(سیدنا علی بن ابی طالب از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 82-83 الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ پاکستان)

حضرت علیؓ کے فضائل و خصائل اور مناقب کے بارے میں لکھا جاتا ہے کہ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْمَدِيْنَةَ، فَلْيَأْتِ الْبَابَ کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے جو اس شہر کا قصد کرے اس کو چاہیے کہ وہ اس کے دروازے پر آئے۔

(المستدرک علی الصحیحین جزء ۳ صفحہ ۳۳۹ کتاب معارفۃ الصحابۃ ذکر اسلام امیر المومنین علی حدیث ۴۶۹۵، دار الفکر ۲۰۰۲ء)

حضرت مصلح موعودؓ اس بات کو بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ صحابہ میں سے زیادہ بہادر اور دلیر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور پھر انہوں نے کہا کہ جنگ بدر میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک علیحدہ چبوترہ بنایا گیا تو اس وقت سوال پیدا ہوا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا کام کس کے سپرد کیا جائے؟ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً ننگی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اس انتہائی خطرے کے موقع پر نہایت دلیری سے آپؐ کی حفاظت کا فرض سرانجام دیا۔ اسی طرح احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔ یعنی کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ پس حضرت علیؓ کو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء میں سے قرار دیا ہے مگر خیبر کی جنگ میں سب سے نازک وقت میں اسلام کا جھنڈا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ ہی کے ہاتھ میں دیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت علماء بزدل نہیں تھے بلکہ سب سے زیادہ بہادر تھے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 364-365)

یہ ذکر آپ علماء کی بہادری کا فرما رہے ہیں۔ اس ضمن میں یہ واقعہ بیان فرمایا۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک وقت تھا کہ میں اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھتا تھا اور آج میرا صدقہ یعنی زکوٰۃ چار ہزار دینار تک پہنچ چکا ہے۔ ایک روایت میں چالیس ہزار دینار کا ذکر ہے۔ ابو بحر اپنے ایک استاد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کو موٹی تہ بند پہنے دیکھا۔ آپ نے فرمایا: مَیں نے یہ پانچ درہم میں خریدی ہے جو مجھے اس پر ایک درہم کا نفع دے گا میں اسے یہ فروخت کر دوں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کے پاس چند درہم کی تھیلی دیکھی تو آپ نے کہا یہ یَنْبُعْ کی جائیداد میں سے ہمارا بچنے والا نفقہ ہے۔ یَنْبُع ایک بستی ہے جو مدینہ سے سات منزل دور تھی، ساحل سمندر کی طرف واقع ہے۔ آپ کی انگوٹھی پر، حضرت علیؓ کی انگوٹھی پر اَللّٰہُ الْمَلِكُ کندہ تھا کہ اللہ ہی بادشاہ ہے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد ۰۴ صفحہ ۹۷ ذکر علی بن ابی طالب، دارالکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۰۳ء)
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۰۳ صفحہ ۲۲ ذکر علی ابن ابی طالب، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)
(لغات الحدیث جلد 4 صفحہ 613 نعمانی کتب خانہ لاہور 2005ء)

جُبَیع بن عُمَیر بیان کرتے ہیں کہ مَیں حضرت عائشہؓ کے پاس اپنی پھوپھی کے ساتھ آیا تو انہوں نے سوال کیا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون عزیز تھا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا فاطمہؓ۔ پھر سوال کیا گیا کہ مَردوں میں سے؟ تو آپ نے فرمایا ان کے خاوند حضرت علیؓ۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب بَابُ مَا جَاءَ فِی فَضْلِ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا حدیث ۳۸۷۴)

حضرت ثَعْلَبَہ بن ابو مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عُبَادہؓ ہر میدان جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے علمبردار ہوتے تھے مگر جب لڑائی کا وقت آتا تھا تو حضرت علی بن ابو طالبؓ جھنڈا تھام لیتے تھے۔

(اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد ۰۴ صفحہ ۹۳ ذکر علی بن ابی طالب، دارالفکر للطباعۃ والنشر التوزیع بیروت ۲۰۰۳ء)

قبیلہ ثَقِیف کے ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے مجھے سَابُور علاقے کا عامل مقرر کیا۔ سابور فارس میں ایک علاقہ ہے جو شیراز سے کوئی تقریباً 75 میل کے فاصلہ پر ہے اور فرمایا کسی شخص کو بھی ایک درہم ٹیکس کی وجہ سے کوڑا نہ مارنا اور لوگوں کے رزق کے پیچھے نہ پڑنا اور نہ سردیوں یا گرمیوں میں ان کے کپڑوں کے پیچھے پڑنا۔ اس طرح ٹیکس نہیں لینا کہ کپڑے اتر جائیں اور نہ ان سے کسی ایسے جانور کا مطالبہ کرنا جسے وہ کام میں استعمال کرتے ہوں۔ کسی کو ایک درہم کی طلب میں کھڑے نہ رکھنا۔یعنی جو بھی ٹیکس وصول کرنا ہے جزیہ وصول کرنا ہے اس کے لیے کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دینی، بوجھ نہیں ڈالنا۔ میں نے کہا یا امیر المومنین! پھر تو میں آپ کی طرف ایسے ہی لَوٹوں گا جیسے میں آپ کے پاس سے جا رہا ہوں۔ کچھ نہیں ملے گا۔حضرت علیؓ نے فرمایا تمہارا بھلا ہو۔ ہاں خواہ تم خالی ہاتھ ہی لوٹو ہمیں تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کے اس مال میں سے لیں جو اُن کی ضرورت سے زائد ہو۔

(اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد ۰۴ صفحہ ۹۸ ذکر علی بن ابی طالب، دارالفکر للطباعۃ والنشر التوزیع بیروت ۲۰۰۳ء)
(معجم البلدان جلد 3 صفحہ 188)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم میرے بھائی اور میرے ساتھی ہو۔

(کنز العمال جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۹ حدیث ۳۶۳۵۶ فضائل علی۔ مؤسسۃ الرسالۃ ۱۹۸۱ء)

علی بن رَبِیْعَہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علیؓ کے پاس حاضر تھا جب ان کے لیے ایک جانور لایا گیا تا کہ اس پر سوار ہوں۔ جب آپؓ نے رکاب میں پاؤں رکھا تو تین مرتبہ بسم اللہ کہا۔ جب اس کی پشت پر سیدھا بیٹھ گئے تو الحمد للہ کہا۔ پھر کہا سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (الزخرف:14-15) یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع کر دیا جبکہ ہم اس کی قدرت نہیں رکھتے تھے اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف لَوٹ کر جانے والے ہیں۔ پھر آپؓ نے تین مرتبہ الحمد للہ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے یہ دعا پڑھی کہ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ یعنی تُو پاک ہے یقیناً مَیں نے ہی اپنی جان پر ظلم کیا۔ پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔ پھر آپؓ مسکرائے۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! آپؓ کس وجہ سے مسکرائے؟ آپؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا تھا جس طرح میں نے کیا ہے۔ پھر آپؐ مسکرائے تھے اور حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ کس وجہ سے مسکرائے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: یقیناً تیرا رب اپنے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے جب وہ کہتا

ہے کہ اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے۔ یقیناً تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔ اس بات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے تھے۔

(جامع الترمذی ابواب الدعوات بَاب مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ دَابَّةً حدیث ۳۴۴۶)

یَحییٰ بن یَعْمُر سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت علی بن ابوطالبؓ نے خطاب کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد آپؓ نے فرمایا: اے لوگو! تم سے پہلے لوگ صرف گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ ان کے نیک لوگ اور علماء انہیں اس بات سے منع نہ کرتے تھے۔ پھر جب وہ گناہوں میں حد سے بڑھ گئے تو انہیں قسما قسم کی سزاؤں نے پکڑ لیا۔ پس تم لوگ بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو قبل اس کے کہ تم پر بھی ان جیسا عذاب آ جائے۔ یاد رکھو نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا نہ تو تمہاری روزی گھٹائے گا اور نہ تمہاری موت کو قریب کرے گا۔

(تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر۔جلد ۳ صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۱۹۹۸ء)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری عورت کے گھر میں تھے جس نے آپؐ کے لیے کھانا تیار کیا ہوا تھا، دعوت کی ہوئی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے تو ہم نے انہیں مبارک باد دی۔ پھر آپؐ نے دوبارہ فرمایا ابھی تمہارے پاس، ایک جنتی آدمی آئے گا۔ اس پر حضرت عمرؓ داخل ہوئے تو ہم نے انہیں مبارکباد دی۔ پھر تیسری دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر کھجور کے ایک چھوٹے سے پودے کے نیچے چھپائے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! اگر تُو چاہے تو یہ آنے والا علی ہو۔ پھر حضرت علیؓ داخل ہوئے تو ہم نے انہیں مبارکباد دی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۱۰۷ مسند جابر بن عبد اللہ حدیث: ۱۴۶۰۴ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے اور وہ ہیں علیؓ، عمارؓ اور سلمانؓ۔

(المستدرك علی الصحیحین۔ جزء ۳ صفحہ ۳۴۸ کتاب معرفة الصحابة ذکر اسلام امیر المومنین علی حدیث نمبر ۴۷۲۴ مطبوعہ دار الفکر ۲۰۰۲ء)

ابوعثمان نَہْدِی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ تھامے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کی ایک گلی سے گزر کر ایک باغ کے پاس پہنچے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! یہ باغ کس قدر خوبصورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے لیے جنت میں اس سے بھی زیادہ خوبصورت باغ ہے۔

(المستدرك علی الصحیحین۔ جزء ۳ صفحہ ۳۴۹-۳۵۰ کتاب معرفة الصحابة ذکر اسلام امیر المومنین علی حدیث نمبر ۴۷۳۰ مطبوعہ دار الفکر ۲۰۰۲ء)

حضرت عَمَّار بن یَاسِرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے علی! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک ایسی خوبی عنایت کی ہے کہ اس سے بہتر خوبی اس نے اپنے بندوں کو عطا نہیں کی اور وہ ہے دنیا سے بے رغبتی۔ تمہیں اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ نہ تم دنیا میں سے کچھ لیتے ہو نہ دنیا تم میں سے کچھ لیتی ہے یعنی تمہیں دنیا کی، دنیا کی چیزوں کی کوئی خواہش نہیں ہے اور نہ ہی دنیا کی خواہش رکھنے والے لوگ تم سے کوئی تعلق رکھنا چاہتے ہیں۔ نیز تجھے اللہ تعالیٰ نے مساکین کی محبت عطا کی ہے وہ تم کو اپنا امام بنا کر خوش ہیں اور تم ان کو اپنا پیرو کار بنا کر خوش ہو۔ پس خوشخبری ہو اس شخص کو جو تم سے محبت کرے اور تمہارے بارے میں سچ بولے اور ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو تم سے بغض رکھے اور تمہارے خلاف جھوٹ بولے۔ وہ لوگ جو تم سے محبت رکھتے ہیں اور تمہارے بارے میں سچ بولتے ہیں وہ جنت میں تمہارے گھر کے پڑوسی اور تمہارے محل میں تمہارے ساتھی ہوں گے اور جو لوگ تم سے بغض رکھتے ہیں اور تم پر جھوٹ باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بات اپنے ذمہ لے رکھی ہے کہ قیامت کے دن وہ انہیں سخت جھوٹوں کے کھڑے ہونے کی جگہ پر کھڑا کرے گا۔

(اسد الغابہ لمعرفة الصحابہ لابن اثیر جلد ۰۴ صفحہ ۹۶،۹۷ ذکر علی بن ابی طالب، دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۳)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت میں جس درجہ میں مَیں ہوں گا اس میں علیؓ اور فاطمہؓ ہوں گے۔‘‘

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 254)

حضرت علیؓ کے عشرہ مبشرہ میں ہونے کے بارے میں ذکر ہے کہ حضرت علیؓ عشرہ مبشرہ یعنی ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اسی دنیا میں جنت کی خوشخبری ملی۔ حضرت سعید بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں 9 لوگوں کے بارے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں اور اگر میں دسویں کے بارے میں بھی یہی کہوں یعنی گواہی دوں تو گنہگار نہیں ہوں گا۔ کہا گیا کہ وہ کیسے تو انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرا پہاڑ پر تھے تو وہ ہلنے لگا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر اے حرا! یقیناً تجھ پر ایک نبی یا صدیق یا شہید ہے۔ کسی نے پوچھا وہ دس جنتی لوگ کون ہیں۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہیں اور کہا گیا کہ دسواں کون ہے؟ تو حضرت سعید بن زیدؓ نے کہا: وہ مَیں (ہوں)۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی الاعور واسمہ سعید بن زَید حدیث ۳۷۵۷)

یہ واقعہ جو بیان کرنے لگا ہوں یہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے لیکن نفس پر قابو رکھنے اور انانیت کو دور کرنے کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے اس لیے مَیں یہاں دوبارہ یہ بیان کر رہا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دشمن سے لڑتے تھے اور محض خدا کے لیے لڑتے تھے۔ آخر حضرت علیؓ نے اس کو اپنے نیچے گرا لیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اس نے جھٹ حضرت علیؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپؓ فوراً اس کی چھاتی پر سے اتر آئے اور اسے چھوڑ دیا۔ اس لئے کہ اب تک تو مَیں محض خدا تعالیٰ کے لئے تیرے ساتھ لڑتا تھا لیکن اب جبکہ تُو نے میرے منہ پر تھوک دیا ہے تو میرے اپنے نفس کا بھی کچھ حصہ اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ پس مَیں نہیں چاہتا کہ اپنے نفس کے لئے تمہیں قتل کروں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ نے اپنے نفس کے دشمن کو دشمن نہیں سمجھا۔ ایسی فطرت اور عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔‘‘ آپؑ جماعت کو نصیحت فرماتے ہیں۔ ’’اگر نفسانی لالچ اور اغراض کے لئے کسی کو دکھ دیتے اور عداوت کے سلسلوں کو وسیع کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی کیا بات ہوگی؟‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 105)

پھر آپؑ نے ایک اَور موقع پہ تفصیل سے بیان فرمایا اور اس پر مزید روشنی ڈالی۔ فرماتے ہیں کہ ’’جوش نفسانی اور للّٰہی جوش میں فرق کے واسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک واقعہ سے سبق حاصل کرو۔ لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کا ایک کافر پہلوان کے ساتھ جنگ شروع ہوا۔ بار بار آپؓ اس کو قابو کرتے تھے وہ قابو سے نکل جاتا تھا۔ آخر اس کو پکڑ کر اچھی طرح سے جب قابو کیا اور اس کی چھاتی پر سوار ہو گئے اور قریب تھا کہ خنجر کے ساتھ اس کا کام تمام کر دیتے کہ اس نے نیچے سے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ جب اس نے ایسا فعل کیا تو حضرت علیؓ اس کی چھاتی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو چھوڑ دیا اور الگ ہو گئے۔ اس پر اس نے تعجب کیا اور حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپؓ نے اس قدر تکلیف کے ساتھ مجھے پکڑا اور میں آپؓ کا جانی دشمن ہوں اور خون کا پیاسا ہوں۔ پھر باوجود ایسا قابو پا چکنے کے آپ نے مجھے اب چھوڑ دیا۔ یہ کیا بات ہے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ بات یہ ہے کہ ہماری تمہارے ساتھ کوئی ذاتی عداوت نہیں۔ چونکہ تم دین کی مخالفت کے سبب مسلمانوں کو دکھ دیتے ہو اس واسطے تم واجب القتل ہو اور میں محض دینی ضرورت کے سبب تم کو پکڑتا تھا۔ لیکن جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا اور اس میں مجھے غصہ آیا تو میں نے خیال کیا کہ یہ اب نفسانی بات درمیان میں آ گئی ہے۔ اب اس کو کچھ کہنا جائز نہیں تا کہ ہمارا کوئی کام نفس کے واسطے نہ ہو۔ جو ہو سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔ جب میری اس حالت میں تغیر آئے گا اور یہ غصہ دور ہو جائے گا تو پھر وہی سلوک تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔ اس بات کو سن کر کافر کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ تمام کفر اس کے دل سے خارج ہو گیا اور اس نے سوچا کہ اس سے بڑھ کر اور کون سا دین دنیا میں اچھا ہو سکتا ہے جس کی تعلیم کے اثر سے انسان ایسا پاک نفس بن جاتا ہے۔ پس اس نے اسی وقت توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 219)

پس یہ ہے اصل تقویٰ جو نتیجہ بھی دکھاتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی کم و بیش اس یہودی کی حضرت علیؓ سے لڑائی کے واقعہ کو اسی طرح بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک لڑائی میں شامل تھے۔ ایک بہت بڑا دشمن جس کا مقابلہ بہت کم لوگ کر سکتے تھے آپؓ کے مقابلہ پر آیا اور کئی گھنٹے تک آپؓ کی اور اس یہودی پہلوان کی لڑائی ہوتی

رہی۔ آخر کئی گھنٹے کی لڑائی کے بعد آپؓ نے اس یہودی کو گرالیا اور اس کے سینہ پر بیٹھ گئے اور ارادہ کیا کہ خنجر سے اس کی گردن کاٹ دیں کہ اچانک اس یہودی نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اسے چھوڑ کر سیدھے کھڑے ہوگئے اور وہ یہودی سخت حیران ہوا اور کہنے لگا یہ عجیب بات ہے کہ کئی گھنٹے کی کشتی کے بعد آپ نے مجھے گرایا ہے اور اب یکدم مجھے چھوڑ کر الگ ہوگئے ہیں۔ یہ آپ نے کیسی بیوقوفی کی ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں نے بیوقوفی نہیں کی بلکہ جب میں نے تمہیں گرایا اور تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو یکدم میرے دل میں غصہ پیدا ہوا کہ اس نے میرے منہ پر کیوں تھوکا ہے مگر ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ اب تک تو میں جو کچھ کر رہا تھا خدا کے لئے کر رہا تھا اگر اس کے بعد میں نے لڑائی جاری رکھی تو تیرا خاتمہ میرے نفس کے غصہ کی وجہ سے ہوگا۔'' یعنی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس یہودی کو ختم کرنا میرے ذاتی غصہ کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے ''خدا کی رضا کے لئے نہیں ہوگا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس وقت میں تجھے چھوڑ دوں۔ جب غصہ جاتا رہے گا تو پھر خدا کے لئے میں تجھے گرالوں گا۔''

(احمدیت دنیا میں اسلامی تعلیم و تمدن.....، انوار العلوم جلد 16 صفحہ 132)

باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

اس وقت میں ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ آج نئے سال کا پہلا دن ہے اور پہلا جمعہ ہے۔ دعا کریں کہ یہ سال جماعت کے لیے، دنیا کے لیے، انسانیت کے لیے بابرکت ہو۔ ہم بھی اپنا فرض ادا کرتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے اور اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے والے ہوں اور دنیا والے بھی اپنی پیدائش کے مقصد کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے بن جائیں اور ایک دوسرے کے حقوق کو پامال کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے بن جائیں ورنہ پھر اللہ تعالیٰ اپنے رنگ میں دنیا والوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کاش کہ ہم اور دنیا کے تمام لوگ اس اہم نکتے کو سمجھ جائیں اور اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکیں۔

گذشتہ ایک سال سے ہم ایک نہایت خطرناک وبائی مرض کا سامنا کر رہے ہیں اور دنیا کا کوئی ملک بھی اس وبا سے باہر نہیں ہے، کہیں کم اور کہیں زیادہ، لیکن لگتا ہے کہ اکثریت دنیا کی اس بات کی طرف توجہ نہیں دینا چاہتی کہ کہیں یہ وبا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں اپنے حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلانے کے لیے نہ ہو۔ یہ نہیں سوچنا چاہتے۔ یہ تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہلانا چاہتا ہے، بتانا چاہتا، توجہ دلانا چاہتا ہے۔ اس طرف کسی کی سوچ نہیں ہے۔

چند ماہ پہلے میں نے بہت سے سربراہانِ حکومت کو اس طرف توجہ دلانے کے لیے خطوط لکھے تھے اور کووڈ کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ یہ آفات خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے حقوق و فرائض بھولنے اور ادا نہ کرنے بلکہ ظلم میں بڑھنے کی وجہ سے آتی ہیں اس لیے توجہ کریں۔ بعض سربراہان نے جواب بھی دیے لیکن ان کے دنیاداری والے جواب تھے کہ ہم بھی یہی چاہتے ہیں (دنیا کی نظر سے اُبالی باتیں کیں، دین والی بات نہیں کی۔ خدا کا بہت بڑا خانہ جو بیچ میں تھا اور میں نے بیان کیا تھا اس کا ذکر ہی نہیں کیا) اور ضرور ایسا ہونا چاہیے لیکن نہ اپنی حالتوں کو بدلنے کی طرف عملی قدم اٹھانا چاہتے ہیں یہ لوگ، نہ قوم کے ہمدرد بن کر قوم کو اصل مقصد کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ یہ جاننے کے باوجود کہ اس وبا کے بعد کے اثرات بہت خطرناک ہوں گے، یہ دنیا کے ہر لیڈر کو پتہ ہے، ہر عقلمند انسان کو پتہ ہے، ہر تجزیہ نگار کو یہ پتہ ہے لیکن اس کے باوجود اصل حل کی طرف توجہ نہیں ہے صرف دنیا کی جو کوششیں ہیں اسی کی طرف توجہ ہے۔

اس بیماری سے نہ صرف انفرادی طور پر ہر فرد معاشی لحاظ سے کمزور ہو رہا ہے، صحت کے لحاظ سے جو ہو رہے ہیں وہ تو ہو رہے ہیں جو متاثرین ہیں۔ لیکن عمومی طور پر ہر ایک معاشی لحاظ سے بھی متاثر ہو رہا ہے بلکہ بڑی بڑی امیر حکومتوں کی معیشتوں کی بھی کمریں ٹوٹ رہی ہیں۔ دنیاداروں کے پاس اس کا صرف ایک حل ہے کہ پھر جب ایسی صورتحال ہوجائے گی، جب معیشت تباہ ہوجائے گی تو دوسرے چھوٹے ملکوں کی معیشتوں پر قبضہ کیا جائے، ان کو کسی طرح اپنے جال میں پھنسایا جائے، اپنے دام میں لایا جائے اور پھر بہانے بہانے سے ان کی دولتوں پر قبضہ کیا جائے۔ اس کے لیے بلاک بنیں گے اور بن رہے ہیں۔ سرد جنگ دوبارہ شروع ہوجائے گی اور اب کہا جانے لگا ہے کہ شروع ہوگئی ہے ایک طرح سے اور کوئی بعید نہیں کہ اصل ہتھیاروں کی جنگ بھی ہوجائے جو نہایت خوفناک جنگ ہوگی۔ پھر یہ لوگ ایک اَور گہرے کنویں میں گر جائیں گے۔ غریب ملک تو پہلے ہی پسے ہوئے ہیں امیر ملکوں کے عوام بھی پسیں گے اور بڑی خوفناک حد تک پسیں گے۔ پس اس سے پہلے کہ دنیا اس حالت کو پہنچے ہمیں اپنا فرض ادا کرتے ہوئے دنیا کو ہوشیار کرنا چاہیے۔

پس یہ سال مبارکبادوں کا سال اُس وقت بنے گا جب ہم اپنے فرائض کو اس نہج پر ادا کرنے والے ہوں گے کہ لوگوں کو سمجھائیں، دنیا کو سمجھائیں اور ظاہر ہے کہ یہ سب کرنے کے لیے ہمیں اپنی حالتوں کے بھی جائزے لینے ہوں گے۔ ہم جو زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے والے ہیں کیا ہماری اپنی حالتیں ایسی ہو چکی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ خالصۃً للہ اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہیں یا ابھی ہمیں اپنی اصلاح کرنے اور ایک دوسرے سے پیار و محبت کے جذبات کو غیر معمولی معیاروں تک لانے کی ضرورت ہے۔ پس ہر احمدی کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے سپرد ایک بہت بڑا کام کیا گیا ہے اور اس کے سرانجام دینے کے لیے پہلے اپنے اندر پیار اور محبت اور بھائی چارے کی فضا کو پیدا کریں، اپنے معاشرے میں، احمدی معاشرے میں اور پھر دنیا کو اس جھنڈے کے نیچے لائیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند کیا تھا اور جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا ہے۔ تبھی ہم اپنی بیعت کے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں، تبھی ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے بن سکتے ہیں، تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو سکتے ہیں اور تبھی ہم نئے سال کی مبارکباد دینے کے اور لینے کے مستحق قرار دیے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہر احمدی مرد، عورت، جوان، بچہ، بوڑھا اس بات کو سمجھتے ہوئے یہ عہد کرے کہ اس سال میں نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک احمدی کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کل پاکستان کے احمدیوں کے لیے اور الجزائر کے احمدیوں کے لیے دعا کی طرف بھی میں توجہ دلا رہا ہوں۔ ان کو اپنی دعاؤں میں بھی یاد رکھیں۔ پاکستان میں بعض جگہ بعض مولوی اور سرکاری اہلکار ظلموں پر اترے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ناقابل اصلاح لوگوں کی جلد پکڑ کے سامان کرے۔ اللہ تعالیٰ کے تو علم میں ہے کن کی اصلاح ہونی ہے اور کن کی نہیں ہونی۔ جن کی نہیں ہونی تو پھر ان کی جلد پکڑ کے سامان پیدا فرمائے۔ توہین رسالت کے جس قانون کے تحت یہ لوگ احمدیوں پر ظلم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور احمدیوں کی اپنی تربیت کے لیے جو بھی ہمارے بعض ذرائع ہیں ہر ذریعہ پر پابندی لگانے کی کوشش کر رہے ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ جلد ان سے دُور فرمائے اور ہمیں ان سے نجات دلائے۔ اصل میں تو رحمۃ للعالمین کے نام کو یہ بدنام کرنے والے لوگ ہیں۔ احمدی تو ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے والے ہیں۔ آج دنیا کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لانے والے سب سے زیادہ کام بلکہ حقیقی کام احمدی کر رہے ہیں بلکہ کہنا چاہیے کہ اگر کوئی یہ کام کر رہا ہے تو وہ صرف احمدی ہیں۔

پس یہ دنیادار دنیاوی حکومت اور دولت کے بل بوتے پر ہم پر ظلم تو کر سکتے ہیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ ہم اس خدا کو ماننے والے ہیں جو نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ہے۔ وہ خدا ہے جو نِعْمَ الْمَوْلٰی ہے اور نِعْمَ النَّصِیْرُ ہے۔ یقیناً اس کی مدد آتی ہے اور ضرور آتی ہے اور اس وقت پھر ان دنیاداروں اور اپنے زعم میں طاقت اور ثروت رکھنے والے جو لوگ ہیں ان کی پھر خاک بھی نظر نہیں آتی جب اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت آتی ہے۔ پس ہمارا کام ہے کہ دعاؤں سے اپنی عبادتوں کو مزید سجائیں اور اگر ہم یہ کر لیں گے تو پھر ہی ہم کامیاب ہیں۔

الجزائر کے بارے میں میں نے کہا تھا کہ سب کو بری کر دیا گیا ہے۔ وہاں ایک کورٹ نے، ایک عدالت نے سب کو بری کیا تھا۔ دوسرے نے بھی معمولی جرمانہ کر کے تقریباً ساروں کو فارغ کر دیا لیکن اس کے باوجود بھی وہاں ابھی کچھ لوگ ہیں جو جیل میں اسیر ہیں۔ ان کے لیے بھی دعا کریں کہ ان کی جلد رہائی کے سامان ہوں۔ پاکستان کے اسیروں کی رہائی کے لیے بھی دعا کریں۔ ہماری خوشیاں چاہے وہ سال کے شروع کی ہوں یا عید کی، اصل تو اس وقت ہوں گی جب ہم دنیا میں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا لہرانے والے بنیں گے جسے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے۔ خوشیاں اس وقت ہوں گی جب انسانیت انسانی قدروں کو پہچاننے والی بنے گی۔ جب آپس کی نفرتیں محبتوں میں بدل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس خوشی کے سامان بھی ہمیں جلد پہنچائے۔ مسلم امہ کو بھی عقل دے کہ وہ آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان لیں۔ دنیا کو بھی عقل دے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر ملک میں ہر احمدی کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور یہ سال ہر احمدی کے لیے، ہر انسان کے لیے رحمتوں اور برکتوں کا سال بن کر آئے اور جو کوتاہیاں اور کمیاں گذشتہ سالوں میں ہم سے ہوگئیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنیں یا ہمیں بعض انعاموں سے محروم رکھنے کا باعث بنیں ان سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے اور اپنے انعاموں کا اور فضلوں کا وارث بنائے اور ہم حقیقی مومن بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

## بقیہ: دربارِ خلافت …… از صفحہ 2

تو یہ ہے وہ شاندار گواہی جو خدا تعالیٰ نے وحی کر کے آپؐ کے ذریعہ کفار تک پہنچائی، دنیا تک پہنچائی کہ کچھ تو ہوش کے ناخن لو، کیوں تمہاری مت ماری گئی ہے، تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ آج بھی جو لوگ قرآن کو نہیں مانتے ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کا کام اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کے سوا کچھ نہیں ہے۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قرآن میں سے تم دکھا رہے ہو اور ہم لوگ تو اس کو مانتے نہیں کہ یہ الہامی کتاب ہے۔ تم نے کہانی بنا کر خود ہی اس کے بارے میں گواہی دے دی۔ تو ایسے لوگوں کو کم از کم حقائق اور واقعات سے ہی سچائی کو پرکھ لینا چاہئے۔

یہ جو آپؐ نے اتنا لمبا عرصہ کفار میں گزارا اور یہ جو اتنا بڑا دعویٰ کفار کے سامنے رکھا کہ تمہارے سامنے میری زندگی ہے اس پر غور کرو۔ اس پر کبھی کفار مکہ نے انگلی نہیں اٹھائی کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، فلاں فلاں موقع پر جھوٹ نہیں بولا تھا؟ یاد کرایا جائے۔ ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی کہ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس استدلال پر اس دلیل کو ردّ کیا ہو، کوئی اس پہ اعتراض کیا ہو۔ اس کے برعکس آپؐ کو صدوق کہا جاتا تھا۔ اس کی مثالیں ہیں۔ یعنی جھوٹ بولنا تو ایک طرف رہا، صداقت کا ایسا اعلیٰ نمونہ تھے جس کی مثال نہیں ملتی۔ ایسے واقعات کی بعض مثالیں مَیں پیش کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’انبیاء وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی کامل راستبازی کی قوی حجت پیش کر کے اپنے دشمنوں کو بھی الزام دیا جیسا کہ یہ الزام قرآن شریف میں ہے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے موجود ہے جہاں فرمایا ہے {فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ} (سورۃ یونس الجزو 11 آیت نمبر 17) یعنی میں ایسا نہیں کہ جھوٹ بولوں اور افتراء کروں۔ دیکھو مَیں چالیس برس اس سے پہلے تم میں ہی رہتا رہا ہوں کیا کبھی تم نے میرا کوئی جھوٹ یا افتراء ثابت کیا؟ پھر کیا تم کو اتنی سمجھ نہیں یعنی یہ سمجھ کہ جس نے کبھی آج تک کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولا وہ اب خدا پر کیوں جھوٹ بولنے لگا۔ غرض انبیاء کے واقعات عمری اور ان کی سلامت روشی ایسی بدیہی اور ثابت ہے‘‘ (یعنی واضح اور ثابت شدہ ہے) ’’کہ اگر سب باتوں کو چھوڑ کر ان کے واقعات کو ہی دیکھا جائے تو ان کی صداقت ان کے واقعات سے ہی روشن ہو رہی ہے۔ مثلاً اگر کوئی منصف اور عاقل ان تمام براہین اور دلائل صدق نبوت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اس کتاب میں لکھی جائیں گی، قطع نظر کر کے محض ان کے حالات پر ہی غور کرے تو بلاشبہ انہیں حالات پر غور کرنے سے ان کے نبی صادق ہونے پر دل سے یقین کرے گا اور کیوں کر یقین نہ کرے وہ واقعات ہی ایسے کمال سچائی اور صفائی سے معطر ہیں کہ حق کے طالبوں کے دل بلا اختیار ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں‘‘۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 108-107)

(خطبہ جمعہ 11/ فروری 2005ء)

## بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت …… از صفحہ 1

ہے اور کمزوری ہے۔ بیشک ایک حقیقی مومن پر نماز فرض ہے اور اس بات کا اسے خود خیال رکھنا چاہئے لیکن جماعت میں ایک نظام بھی قائم ہے اس نظام کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ اس کی حقیقت واضح کرتے رہنا چاہئے۔ مَیں اکثر خطبات میں اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ کسی نہ کسی حوالے سے نمازوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ لیکن پھر اسے آگے پھیلانا مربیان اور نظام جماعت کا کام ہے کہ توجہ دلائیں۔ ہر فرد جماعت تک نماز کی اہمیت کا پیغام بار بار پہنچائیں۔ حقیقت میں تو ہم احمدی ہونے کا حق اس وقت ادا کر سکیں گے جب ہم اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہوئے ان سے روحانی حظّ اٹھانے والے ہوں گے اور جب یہ روحانی سرور اور حظّ حاصل ہونا شروع ہو جائے گا تو پھر نمازوں کی ادائیگی کی طرف خود بخود توجہ پیدا ہو جائے گی۔

پس اس طرف جیسا کہ مَیں نے کہا ہر احمدی کو خود توجہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ کس طرح ہم نے اپنی نماز پڑھنی ہے۔ ایسی نماز پڑھنی ہے جو ہمیں دلی سرور دلوا سکے، جو ہمیں لذّت عطا کرے۔

(خطبہ جمعہ 20/ جنوری 2017ء)

## سانحۂ ارتحال

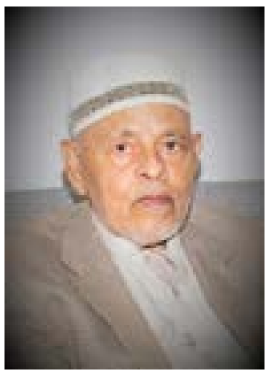

مکرم خالد النصر صاحب اعلان بھجواتے ہیں:

مکرم محمد لئیق صاحب ابن مکرم محمد رفیق صاحب مورخہ 2 دسمبر 2020ء کو بقضائے الٰہی 86 سال کی عمر میں امریکہ میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے اور تدفین Dallas Texas میں قطعہ موصیان میں ہوئی ہے۔ آپ نے لمبا عرصہ محلہ دار الرحمت وسطی میں بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔ آپ بہت محنتی اور جماعتی کاموں میں بہت مخلص اور دیانتدار تھے۔

آپ نے لواحقین میں بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے اور متعدد نواسے، نواسیاں، پوتے اور پوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

قارئین الفضل سے انکی مغفرت اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام کیلئے درخواست دُعا ہے۔

## تاثرات/آراء

السلام علیکم!

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ صحت و سلامتی سے رکھے اور آپ پر اپنے بے پناہ فضل نازل فرمائے۔ آمین۔

آپ کے شمارہ میں سے روزانہ کچھ نا کچھ پڑھنے کی توفیق مل رہی ہے اور اس سے ایمان کو تقویت ملتی ہے۔

آپ کو اور آپ کی ٹیم کو خاکسار کی طرف سے بہت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

فہیم احمد

جرمنی Maintal

## حقیقی نیکی

غریب اور مستحق دل کے مریضوں کی مالی معاونت کے لئے ’’نادار مریضان‘‘ کے نام سے ایک مد قائم ہے۔ احباب جماعت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

’’تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔‘‘

(آل عمران:93)

## طلوع وغروب آفتاب

| 25 جنوری 2021ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 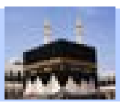 | 05:41 | 18:06 |
| مدینہ منورہ | 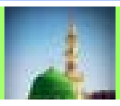 | 05:45 | 18:02 |
| قادیان | 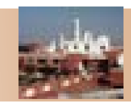 | 06:01 | 17:56 |
| ربوہ | 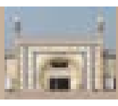 | 05:41 | 17:36 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 06:20 | 16:41 |